

تھائی لینڈ کے رنگ ڈاکٹر الطاف یوسف زئی کے سنگ

ڈاکٹر قمر النساء

ریسرچ اسکالرشپ اردو و فارسی

گلبرگہ یونیورسٹی کرناٹک، انڈیا 585106

ملخص

سفر نامہ اردو نثر کی مقبول ترین صنف ہے سفر نامہ اپنے عہد کا ترجمان ہوتا ہے۔ جب کوئی حساس طبیعت اور قسطاس و قلم کا ماہر شخص سفر کرتا ہے تو وہ اپنے سفر کی روداد کچھ اس طرح بیان کرتا ہے کہ قاری بھی اس لفظی دنیا سے خیالی دنیا میں سفر کرنے لگتا ہے سفر ناموں کی ادبی اہمیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا سفر ناموں سے قوموں اور ملکوں کے حالات سے آگہی حاصل ہوتی ہے۔ سفر نامے صرف معلومات میں اضافہ کا باعث ہی نہیں ہوتے بلکہ اس سے مختلف ملکوں اور قوموں کے حالات سے آگہی ہوتی ہے۔ سفر نامے صرف معلومات میں اضافہ کا باعث ہی نہیں ہوتے بلکہ اس سے مختلف ملکوں کی مختلف قوموں کی تہذیبوں، زبانوں، رہن سہن، رسم و رواج، طرز معاشرت کو سمجھنے میں بھی معاون ہوتے ہیں۔ اور ان معلومات سے ہم استفادہ بھی کر سکتے ہیں۔ ایک ایسا ہی سفر نامہ ڈاکٹر الطاف یوسف زئی کا ”تھائی لینڈ کے رنگ“ ہے جو عملیت و ادبیت سے پر ہے جو تھائی لینڈ کی معاشرت، تہذیب، ثقافت، معیشت، تعلیم اور دیگر سماجی امور کو سمجھنے میں ہماری رہنمائی کرتا ہے مصنف کا اسلوب منفرد اور دلچسپ ہے جو شروع سے آخر تک قاری کو اپنی گرفت میں لئے ہوتا ہے اس سفر نامے کے مطالعے سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ موجودہ دور میں سفر ناموں کی اہمیت کیا ہے۔

بلند کردار، اخلاص و عاجزی کا مینار، فلسفہ کا افتخار، منطق کا وقار، اصول کے علمبردار، انا

کے پرستار، پیشہ سے استاد، تکلم میں موسیقیت، تبسم میں حلاوت، شعبہ کی وجاہت، مزاج میں شرافت، تحریر میں بلاغت، تقریر میں فصاحت، بے مثل ذہانت، اس پر شوخی و ظرافت، دل شفاف اور صاف، جی ہیں انکا نام ہے الطاف۔

کسی بھی شعبے میں ایسے لوگ بہت ہی کم ہوتے ہیں جو نہ صرف اپنے ہم عصروں کے دل میں اپنی عزت پیدا کرنا جانتے ہیں۔ بلکہ نوواردگان کی حوصلہ افزائی کر کے اس شعبے کی آبیاری کا کام بھی کرتے ہیں۔ ادب کے شعبے میں ایک ایسی ہی شخصیت ڈاکٹر الطاف یوسف زئی کی ہے جنکے لیکچرز، تبصرے، تحقیقی و تنقیدی مضامین، شاعری اور سفر نامہ وغیرہ تشنگان ادب کی تشفی کا سامان بہم پہنچاتے ہیں۔

تحریر سے اسکی ہے عیاں خوبیِ تقریر
جو بات یہ کہتا ہے حقائق کی ہے تفسیر

ڈاکٹر الطاف یوسف زئی دنیائے ادب کا نہایت ممتاز و محترم نام ہے۔ انکے مطالعے کی وسعت، فکری گہرائی، تخیل کی بلندی، انکی تجزیاتی سوجھ بوجھ اور طرزِ تحریر اپنی مثال آپ ہے۔ ڈاکٹر الطاف یوسف زئی کا تعلق پاکستان کے خیبر پختونخوا کے ایک علاقے سوات سے ہے۔ سوات کو پاکستان کا سونزری لینڈ بھی کہا جاتا ہے۔ لوگوں کا خیال ہے کہ یہاں کے لوگ کافی ذہین ہوتے ہیں۔ اور یہ علاقہ نہایت ہی خوبصورت ہے یہاں کے خوبصورت قدرتی مناظر پہاڑیاں وغیرہ سیاحوں کو اپنی طرف کھینچتی ہیں۔ ڈاکٹر الطاف یوسف زئی ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ میں بحیثیت استاد درس و تدریس میں منہمک ہیں۔ آپ ایک ذہین و فطین شخصیت کے مالک ہیں۔ تحقیق و تنقید سے گہرا لگاؤ ہے۔ نثر و شاعری دونوں اصناف پر یکساں عبور رکھتے ہیں اب تک آپکی ۴ کتابیں منصفہ شہود پر جلوہ گر ہو کر داد و تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ ”اردو نظم اور 9/11“ آپکی پہلی تصنیف ہے۔ اس میں خود ڈاکٹر الطاف یوسف زئی صاحب کی بھی اس موضوع پر لکھی نظم شامل ہے۔ ”مختار مسعود کا اسلوب“ آپکی دوسری تصنیف ہے۔ جبکہ تیسری تصنیف مشہور و ممتاز مزاج نگار مشتاق احمد

یوسفی کے پٹھان کرداروں کا پشتو ترجمہ ہے۔ اس کتاب کو HEC ہائر ایجوکیشن کمیشن پاکستان نے ۵ لاکھ انعامی رقم کے ساتھ تصنیفی سند سے نوازا ہے۔ ایک سفر نامہ ”تھائی لینڈ کے رنگ“ بھی ۲۰۱۵ میں شائع ہو کر مقبولیت حاصل کر چکا ہے۔ مختار مسعود کی کتاب آواز دوست کا پشتو ترجمہ ابھی حال ہی میں چھپی ہے۔ آپ کی ۴ کتابیں زیر اشاعت ہیں۔ آزاد کشمیر میں اردو نعت کی روایت، آزاد کشمیر میں اردو حمد کی روایت، اقوال مشتاق احمد یوسفی اور اقوال مختار مسعود وغیرہ یہ بھی بہت جلد اردو کے سرمایہ ادب میں اضافے کا باعث بنیں گی۔ اسکے علاوہ آپ رسالہ ”ادراک (سہ ماہی)“ کے مدیر بھی ہیں۔

آپ کے متعدد مضامین قومی اور بین الاقوامی علمی و ادبی جراند کی زینت بنتے رہتے ہیں۔ بڑے بڑے ادباء و شعراء جیسے مشتاق احمد یوسفی، مختار مسعود اور رشید احمد صدیقی جیسے قد آور ادبی شخصیات سے شناسائی نے انکے ذوق کو ہمیز کیا۔ مختار مسعود جیسی شخصیت کی تحریروں کو سمجھنا ہی از حد دشوار ہے اور ڈاکٹر الطاف یوسف زئی نے مختار مسعود کی تحریروں کا اسلوب بیانیہ مطالعہ کیا ہے جو قابل صد ستائش ہے اس سلسلے میں ڈاکٹر نذر عابد اور ڈاکٹر ارشاد اعوان رقمطراز ہیں۔

ڈاکٹر نذر عابد:

”مختار مسعود جیسے صاحب طرز نثر نگار کو محض پڑھنے اور انکی تحریروں سے حقیقی معنوں میں لطف اندوز ہونے کے لئے جس پس منظری مطالعے اور بلند سطح کے ذوق سلیم کی ضرورت پڑتی ہے انکی تحریروں پر قلم اٹھانے کی جسارت کرتے ہوئے اس سے کہیں زیادہ تبحر علمی اور خوش ذوقی درکار ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر الطاف یوسف زئی لائق صد تحسین ہیں۔۔۔ انھوں نے مختار مسعود کے ذکاوانہ نثری اسلوب کا دقت نظر سے مطالعہ کرتے ہوئے انکے ہاں اسلوب بیانیہ سطح پر موجود ایسے بنیادی عناصر کا سراغ لگایا ہے جو انکی نثر کے بانگین اور خوبصورتی کا باعث بنے ہیں۔“

ڈاکٹر ارشاد اعوان:

”مختار مسعود کے اسلوب پر ڈاکٹر الطاف یوسف زئی کی تحریر لفظ لفظ پڑھی
مختار مسعود کے فارسی و عربی آمیز اسلوب تحریر کو اس سادہ پرکاری سے جانچنا
، ڈاکٹر صاحب کے حاشیہ انتقاد کی صلاحیت ہی کی نہیں ذوق سلیم اور طباعی
کی بھی دلیل ہے۔۔ میں سمجھتا ہوں کہ مختار مسعود کی خوش قسمتی تھی کہ انہیں
ایسا قلم نصیب ہوا جس نے انہیں شہرت عام بخشی اور ایسا شخص نصیب ہوا جو
رسمی تبصرہ نگار نہیں۔“

آپ کی قابلیت اور علمیت ہی ہے جو ادب کی ایسی قد آور شخصیات کے اسلوب پر قلم اٹھایا
۔ اور اسکو کامیابی سے ہمکنار کروایا۔ ڈاکٹر الطاف یوسف زئی نے صرف تحقیقی و تنقیدی کتابیں ہی
قارئین کو نہیں دیں بلکہ انہوں نے اپنے تھائی لینڈ کے سفر کی پوری روداد کو سفر نامہ کی شکل دی اور
اپنے اس سفر میں شامل کیا۔

سفر نامے کا شمار اردو زبان کی بیانیہ اصناف میں ہوتا ہے چشم دید واقعات کو ضبط تحریر میں
لانا سفر نامہ ہے۔ اسلئے ادب میں سفر ناموں یا سیاحت ناموں کی ایک خاص اہمیت رہی ہے۔
یہ وہ صنف ادب ہے جو معلومات بہم پہنچاتی ہے۔ بصیرت بھی دیتی ہے اور پڑھنے
والے کو تخلیقی ادب کا لطف و انبساط بھی فراہم کرتی ہے۔ اسکے ذریعے قاری دنیا کی دوسری قوموں
کے تہذیبی جغرافیائی اور تمدنی حالات سے آگاہی حاصل کر کے انسانی فطرت کی وسعتوں سے آشنا
ہوتا ہے۔ اس طرح سفر نامہ نگار کے دل و دماغ میں وسعت اور کشیدگی پیدا ہوتی ہے اردو میں کم و بیش
گذشتہ دو سو سال کی مدت میں بے شمار سفر نامے لکھے گئے۔ یہ سفر نامے مختلف مقاصد، محرکات اور
ضرورتوں کے تحت ضبط تحریر میں آئے اسلئے ان میں تنوع بھی ہے اور ذہنی رویے کی رنگارنگی بھی۔ یہ

صرف اردو زبان و ادب کا گرانقدر سرمایہ ہی نہیں ہے بلکہ سفر نامے اپنے عہد کی تاریخی اور سماجی دستاویز ہیں۔ سفر نامے کے متعلق ڈاکٹر قدسیہ قریشی رقمطراز ہیں۔

”سفر نامہ روداد سفر کا نام ہے سفر عربی لفظ ہے لغت میں اسکے معنی مسافت کرنے یا قطع مسافت کے ہیں۔

سفر سے تجربہ وسیع ہوتا ہے زمانے کے نشیب و فراز دیکھ کر طبعیت میں بیداری، ہوشیاری اور دل میں خود اعتمادی اولوالعزمی اور آزادی خیالی پیدا ہوتی ہے۔ جب سیاح مختلف اقوام کے رسم و رواج، طرز معاشرت، تعلیم و تربیت، تہذیب و تمدن اور ان کے سیاسی و انتظامی امور سے واقف ہو کر اپنے وطن واپس آتا ہے۔ تو ان تمام باتوں سے استفادے کی کوشش کرتا ہے اس طرح علم اور تجربے میں اضافہ ہوتا ہے اسلئے کہا گیا ہے کہ

بسیار سفر باید تا چنت شود خانے، زیادہ سے زیادہ سفر کرو تا کہ تمہاری خامیاں دور ہو جائیں۔

(اردو سفر نامے انیسویں صدی میں۔ ڈاکٹر قدسیہ قریشی ص ۲۱)

محققین نے یونانی مورخ ہیرودوٹس (Herodotus) کو اولین سفر نامہ نگار مانا ہے۔ سفر نامہ کے معنی داستان سفر، روداد سفر یا سفر کے قصے کے ہیں۔ جسے تحریری طور پر پیش کیا گیا ہو۔ انگریزی میں اسے سفر کو بیان کرنے والی متحرک تصاویر یا مصورتقریر بتایا گیا ہے۔

"A motion picture of illustrated

lecture describe travels"

قطب النساء ہاشمی نے اپنی کتاب ”تین مسافر“ میں سفر نامہ کی ابتداء داستان اور کہانی سے کی ہے۔ اقتباس دیکھئے۔

”سفر نامہ کی ابتداء ضمنی طور پر داستان اور کہانی کے ساتھ ساتھ ہوئی

سفر نامے کے مصنف کا مقصد یہ ہرگز نہیں تھا کہ سفر نامے لکھے۔ البتہ اس کا ابتدائی کردار زیادہ دیر تک اور زیادہ دور تک باقی نہیں بلکہ جلد اسکو عملی پشت پناہی حاصل ہوگئی۔ قوت عمل اور قوت تسخیر کے زیر اثر وجود میں آنے والی یہ صنف ادب کئی دوسرے شعبہ ہائے علوم کی مددگار ہوئی۔ زمانہ قدیم سے ہر زبان میں سفر ناموں نے معلومات فراہم کرنے کا کام انجام دیا۔“

(تین مسافر۔ از۔ قطب النساء ہاشمی ۹۰۱)

سفر ناموں کی اس صنف میں ڈاکٹر الطاف یوسفوی کے سفر نامہ ”تھائی لینڈ کے رنگ“ ایک ایسا سفر نامہ ہے۔ جسکے مدار میں افسانہ، جگ بیٹی رپورتاژ، حقیقت، تصوف، مذہب، سائنس اور فلسفہ سب کچھ سما گیا ہے۔ ۲۴ دن کے اس ٹرپ کو ۸۰ صفحات میں مصنف نے انوکھے انداز میں پیش کیا ہے۔ جو دیدہ زیب سرورق اور تصاویر کے ساتھ شائع ہوا۔ ”تھائی لینڈ کے رنگ“ عنوان کے تحت ڈاکٹر سفیان کے بصیرت افروز خیالات دیکھئے۔

”ڈاکٹر الطاف کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انکی خوبروئی، صحت اور پاک دامنی کو پیش نظر رکھتے ہوئے HEC نے انھیں تھائی لینڈ کے لئے منتخب کیا۔۔۔ ڈاکٹر الطاف نے اس سفر نامے میں تہذیبی آثار کا بھی تعارف کروایا۔ نیز تھائی لینڈ کے مذہب، سیاست اور معیشت پر بھی مفصل بحث کی ہے بے ساختگی اور برجستگی کو قائم رکھتے ہوئے انتہائی سادہ اور موثر انداز میں اپنے نفس مضمون کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔“

(تھائی لینڈ کے رنگ۔ از۔ ڈاکٹر الطاف یوسفوی ص ۱۳)

”تھائی لینڈ کے رنگ“ سفر نامہ روشنیوں کے شہر سے شروع ہوتا ہے۔ ”مسافر“ اس سفر نامے کا مرکزی کردار ہے جو کہ خود مصنف ہے۔ مسافر نے اس ملک کے لوگوں کی تصویریں یوں پیش کی ہیں کہ سفر نامے میں حقیقت، افسانے کی طرح دلچسپ بن گئی

ہے۔ حقیقی کرداروں کی شمولیت نے اس سفر نامے کو زندگی کی قدروں کا آشنا اور حقیقت نما بنا دیا ہے۔ چنانچہ حقائق کی بولمونی گرماتی بھی ہے اور ذہن کو جھنجھوڑتی بھی ہے۔ ڈاکٹر نذر عابد کے خیالات بعنوان ”البلیلے سیاح“ کے اس بات کی غمازی کرتے ہیں۔

”ڈاکٹر الطاف یوسفزئی اپنے اس سفر نامے میں ایک البیلے سیاح کے روپ میں نظر آتے ہیں۔ جو تھائی لینڈ کے مناظر کو کھلی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ وہاں کے لوگوں کا کھلی بانہوں سے استقبال کرتا ہے۔ اور انکے خیالات اور احساسات و جذبات کو کھلے ذہن سے پڑھتا ہے۔ انکی اسی کشادہ نظری اور وسعت قلبی نے انھیں تھائی لینڈ کی تہذیب و ثقافت کو سمجھنے اور وہاں کے باسیوں کے باطن میں جھانکنے کا ظرف اور حوصلہ عطا کیا ہے۔“

(تھائی لینڈ کے رنگ۔ از۔ ڈاکٹر الطاف یوسفزئی ص ۱۵)

سفر نامہ ”تھائی لینڈ کے رنگ“ میں مسافر ۲۴ دیگر لوگوں کے سنگ روانہ ہوا۔ یہ وفد چونکہ سرکاری تھا تو مسافر نے یہ ستم کیا کہ یہ مناظر و ظاہر کے ساتھ ساتھ اپنے ہم سفر اور انکے اعمال و افعال پر بھی کڑی نظر رکھی۔ اور جہاں بھی مسافر (مصنف) نے عقل سے نجات حاصل کر کے دل کو آزاد چھوڑنے کی جرات کی وہیں اسکی تصویر پہلے دل کے آئینے میں محفوظ کی اور پھر سفر نامے کے صفحات پر اتار دی۔ اپنے اس سفر نامے میں ڈاکٹر الطاف یوسفزئی نے ”ساتھ ساتھ چل کے بھی راستہ مسافر ہے“ کے عنوان سے اس سفر نامے کے متعلق اپنی بات کچھ اس طرح رقم کی ہے۔

”تھائی لینڈ جانے کا میرا بنیادی مقصد اپنی علمی استعداد کی بڑھوتری تھا۔ دیکھا جائے تو میرا یہ سفر نامہ دو لفظوں کے گرد مطوف ہے اقدار کی زبوں حالی کا نوحہ اور نئی منزلوں کی تلاش پر خوشی کے گیت۔“

(تھائی لینڈ کے رنگ۔ از۔ ڈاکٹر الطاف یوسفزئی ص ۱۷-۱۶)

الطاف یوسفزئی کے بے پناہ حافظے نے انکے یہاں یاد نگاری کے فن کو مضبوط حیثیت

دی ہے۔ اس سفر نامے میں 'شعور کی رو' تکنیک کا استعمال کیا ہے۔ جہاں انہوں نے قدیم یادوں کا تذکرہ کیا ہے وہیں ماضی کے ساتھ زمانہ اور حال بھی دیکھا ہے۔

اپنے سفر نامہ میں مشاہدات کو الفاظ کی صورت میں مجسم کرنے کی کاوش کی ہے۔ شعور کی روانہیں کبھی ماضی میں لے جاتی ہے تو کبھی حال پر آنسو بہانے پر آمادہ کرتی ہے۔ اس سفر نامہ میں ایک ایسی تہذیبی شخصیت کا اسلوب موجود ہے جس نے لفظ کو گویائی عطا کر دی ہے اور ہر جملے کو تہذیب کا نقش بنا دیا ہے۔ الطاف یوسفزئی کا لہجہ ندی کی طرح ہے جو کناروں کو کائے بغیر میدانوں میں بہ رہی ہے اور ذہنوں کو سیراب کر رہی ہے۔

الطاف یوسفزئی کی مادری زبان پشتو ہے اور اردو روزی روٹی کی۔ اردو جو کہ پاکستان کی قومی زبان ہے انکو جتنا عبور پشتو زبان پر ہے اس سے کہیں زیادہ اردو زبان پر ملکہ حاصل ہے۔ آپ کے سفر نامہ سے ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

”خاتون گائیڈ گویا ہوئی چلو چلو۔۔۔ اس خاتون کی اردو چلو چلو سے آگے نہ بڑھی مگر ایک غیر ملکی کے منہ سے اپنی قومی زبان کے ایک ہی لفظ کو دو بار سن کر سفر کی ساری تھکن دور ہو گئی۔“

(تھائی لینڈ کے رنگ۔ ڈاکٹر الطاف یوسفزئی ص ۲۱)

اردو زبان ایک میٹھی شیریں زبان ہے۔ اردو زبان کے چاہنے والے دنیا کے ہر حصے میں آباد ہیں اور الطاف یوسفزئی بھی اردو کے سچے عاشق اور شیدائی ہیں۔ الطاف یوسفزئی کو پشتو زبان سے گہرا لگاؤ اور اپنی قومی زبان اردو سے والہانہ عشق ہے۔ وہ اردو کے متعلق رقمطراز ہیں۔

”یہ اردو کا اعجاز ہے کہ پاکستان کے کسی بھی علاقے کی علاقائی زبان نہ ہوتے ہوئے سب کی پسندیدہ زبان ہے اور قومی اتحاد کے لئے ایک شیرازہ بند قوت کی حیثیت رکھتی ہے۔“

(تھائی لینڈ کے رنگ۔ ص ۲۱)

تبدیلی ایک قدرتی عمل ہے۔ جو ہر دور میں جاری رہا ہے اور ان تبدیلیوں کا اثر جہاں سماج کے ہر طبقے پر پڑا تو سماج کا اہم حصہ خواتین اس سے کیسے مستثنیٰ رہ سکتی تھیں۔ انھیں تبدیلیوں کا نتیجہ ہے کہ گھروں میں کھانا پکانے اور سلائی کڑھائی میں مصروف رہنے والی خواتین آج آسمانوں میں جہاز اڑا رہی ہیں۔ اور سمندر کی گہرائیوں کو کنگھال رہی ہیں ایک ایسی خاتون نیرومن ہیں۔ اس سفر نامے کا اہم کردار ہے جنکے خدو خال سفر نامہ نگار نے بڑے مشاہدے کے بعد جانا اور انکی شخصیت کو بڑی صناعتی سے کاغذ پر اتارا۔

”بلند قامت، زردی مائل چہرہ، چہرے پر مسکراہٹ کا بسیرا دل میں جھانکنے والی مسکراتی آنکھیں، آواز کی بیچ عام عورتوں سے قدرے مختلف اسی لئے جب بولتی تو منہ سے پھول جھڑتے تھے۔ اندر کی طرف دھسنے ہوئے کندھوں نے انکی متانت اور عاجزی کو اور ابھارا تھا۔ نتھننے قدرے بھاری مگر چہرے کی خوبصورتی میں اضافہ کرتے تھے ساتھ بیٹھے ایک مندوب سے رہا نہ گیا کہا کہ اس خاتون میں کس قدر متنائی محبت ہے۔ میں نے کہا شاید اسلئے شادی بھی نہیں کی کہ اسکو روایتی ماں بننے کی ضرورت ہی نہیں۔“

(تھائی لینڈ کے رنگ ص ۲۵)

نیرومن اس سفر نامے کا سب سے جاندار اور شاندار کردار ہے۔ وہ ایشین انسٹی ٹیوٹ آف مکنالوجی میں پروگرام اسپیشلسٹ اور علمی و تربیتی و ترویجی شعبے کی صدر نشین بھی ہیں۔ اور وہ اس ادارے میں آٹھ سال سے خدمات انجام دے رہی تھیں۔ اس سفر نامے کے مسافر کو اپنے قول و فعل سے متاثر کرتی ہیں۔ انکا شخصی وقار اور عاجزی و انکساری کا جذبہ مسافر کی توجہ اپنی جانب مبذول کروانا نظر آتا ہے۔

مصنف عورت کی سادگی اور پاکیزگی کا قائل ہے وہ عورت کے جلال، جمال اور کمال سے متاثر ہونے والے شخص ہیں۔ جہاں انکو تھائی لینڈ کی بے راہ و روی اور عورت کو کھلونا سمجھنے

والے اس معاشرے کی نیرومن نے متاثر کیا جو محنت اور سادگی کی اعلیٰ مثال تھیں۔ تو وہ پاکستان کی نور آمنہ ملک کی شخصیت سے از حد متاثر تھے جو حسن و اخلاق کا مجسمہ ہیں جیسے نیرومن اپنے کام اور اپنے فرائض تین مخلص تھیں ویسے ہی آمنہ ملک اس مرد اساس معاشرے میں اپنا وجود منوانے والی تھیں۔ الطاف یوسفزئی نے نیرومن اور نور آمنہ ملک کی شخصیت کا موازنہ دلچسپ اور انوکھے شاعرانہ طرز میں کچھ اس طرح بیان کیا ہے۔ ہمیں انکے اسلوب اور انداز بیان کا قائل ہونا پڑتا ہے۔

”اپنے کام میں مستعدی اور تکمیلیت پسندی کی خواہش میں دن رات لگن نیرومن اگر برف ہے تو نور آمنہ نار، ایک میں حدت ہے تو دوسری میں شدت، ایک طلائی تو دوسری نقرئی، ایک شعلہ لگن تو دوسری اجلی اور نورانی، دونوں معمولات زندگی کے لئے درکار اور کار آمد۔ انتہائی سادہ لباس میں ملبوس اتنی سادہ و پرکار اور باہمت خواتین جلال، جمال اور کمال کی صفات سے مالا مال اور جہاد زندگانی میں یقین محکم عمل پیہم اور محبت فاتح عالم کی شمشیروں سے لیس، زندہ ہوں تو میان اور گزر جائیں تو تہہ خاک ازمن و تو زندہ تر۔“

(تھائی لینڈ کے رنگ۔۔۔ ص ۲۷)

مصنف کا طرز تحریر تصنع اور بناوٹ سے پاک ہے انکے الفاظ علمی ذوق کی دلالت کرتے ہیں۔ طرز بیان سادہ اور دلکش ہے۔ کہیں کہیں قافیہ بیانی کی ہے۔ بعض جگہ داستان کی سی دلچسپی پیدا کی ہے مصنف خود بھی سفر نامہ کا مزہ لیتا ہے اور قاری کے لئے بھی دلچسپی کا سامان فراہم کرتا ہے۔ یہ سفر نامہ اتنا دلچسپ، شگفتہ، شیریں اور دل آویز ہے کہ ہاتھوں میں لینے کے بعد پورا پڑھے بغیر ہاتھوں سے رکھنے کو دل نہیں چاہتا۔ انھوں نے اپنے وسیع علمی مطالعہ کو گل بوٹوں سے سجا کر پیش کیا ہے۔ تھائی لینڈ کی تہذیب و ہاں کے طریقہ معاش و ہاں کے لوگوں کے عادات و اطوار غرض و ہاں کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے۔ و ہاں کے بازار، رسم و رواج، طرز عمارت، رہنے سہنے

کا ڈھنگ اور طرز تمدن وغیرہ۔ ساری تفصیلات کو قلمبند کیا اس میں مسافر نے اپنے لباس کے متعلق بھی بتایا ہیکہ وہاں کے لوگ اس لباس کی بہت زیادہ قدر کرتے اور انکی پوشاک کو دیکھتے رہتے ہیں

”دوران ٹرینگ میرے لباس کو منتظمین نے سراہا۔ مس اے اکثر کہتی کہ تمہارا قومی لباس کتنا آسان اور جاذب نظر ہے۔ ویٹ جو، سے بھی جب بھی ملاقات ہوتی وہ شلواریں اور واسکٹ دیکھ کر کہتا ہے۔

what a graceful dress you wear i like this
very much"

(تھائی لینڈ کے رنگ ص ۴۹)

تھائی لینڈ کے رنگ میں مسافر کے سبھی رنگ عیاں ہوتے نظر آتے ہیں۔ آپکا سفر نامہ قوس و قزح کے رنگوں کا حسین امتزاج ہے ہر رنگ میں ایک آہنگ، ہر آہنگ میں ایک نئی رنگ، ہر رنگ میں ایک نئی امنگ اور ہر امنگ میں تھائی لینڈ میں بھی پاکستانیوں کے سنگ تھے۔ اس قوس و قزح کے رنگوں میں مسافر کی وطنی محبت کا رنگ سبھی رنگوں پر غالب نظر آتا ہے۔ اس سفر نامے میں مصنف نے بھاگتے دوڑتے لحوں کو مٹھی میں بند کرنے کی اور چہروں اور آوازوں کو گرفت میں لینے کی کوشش کی ہے۔ اس سفر نامے سب سے اہم جذبہ ہم وطنوں سے محبت کا جذبہ ہے۔ اور الطاف یوسفزئی سفر نہیں کرتے بلکہ سرزمین پاکستان کی مٹی کے ہر ذرے کو دل میں اتارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ انکا یہ سفر نامہ پاکستانیوں سے محبتوں کا گلدستہ ہے۔ انہوں نے محسوس کیا کہ شہر یا قصبہ از خود کسی جگہ قائم نہیں رہتے وہ تو انھیں کے ساتھ آباد رہتے ہیں جنہوں نے آباد کیا تھا چنانچہ انھوں نے تھائی لینڈ میں مقیم پاکستانی پٹھانوں کا تلاش اور انکی زندگی کا پورا جامع اور مختصر نقشہ کھینچ دیا ہے۔

”پٹھانوں کی ایک بڑی تعداد یہاں کی شہری ہے۔ یہاں تک کہ جنوبی تھائی

لینڈ میں تو ایک صوبے کا نام بھی پٹھانی ہے اسی طرح شمال میں چائنا کی طرف سانولوک اور چنگ مائی صوبوں میں کثیر تعداد میں پشتون آباد ہیں۔“

(تھائی لینڈ کے رنگ۔۔ ص ۵۰)

وہاں آباد مختلف پٹھانوں کے متعلق کئی معلومات یکجا کر دی ہیں۔ fah.ke.hah.halah.hotel کے مالک کے والد کا تعلق پاکستان کے بنگرام سے ہے۔ یہاں موجود پاکستانی مسجد کے امام بھی پاکستانی ہیں بنگام کے علاقے کے ہوٹل کا ویٹریشنو بدر سے کا تھا۔ الیاس خاں۔ پاتھیا کاسب سے مالدار آدمی بائی خان، الف لیلی ہوٹل کے مالک علی خان، ایک اور پاکستانی تھائی سلمان جو تھائی لینڈ میں دیر اسک سوانی ایوس کے نام سے مشہور ہے۔ سلمان کو اسکی خوبصورتی اور جاذبیت کی وجہ سے تھائی قوم نے handsome guy کا لقب دیا۔ ایک اور پاکستانی تھائی عبدالغفار جرج کا تعلق ساہیوال سے ہے جو مشہور بزنس مین ہے۔ تھائی اسلامک بینک کے پریزیڈنٹ پراڈکٹ ڈویلپمنٹ کے طور پر خدمات انجام دے رہے فہد یوسف زئی بھی پٹھان ہیں۔ اسکے علاوہ پلانان جو بنگرام کارپننے والا، فردوس لالہ، تھائی نام بی کے خان (باچا خان) اور ریڈاروچر وغیرہ غرض انہوں نے وہاں تھائی لینڈ میں ایک چھوٹا سا پاکستان ڈھونڈ نکالا ہے۔

”تھائی لینڈ کے جنوب میں پانچ صوبے تراتیوت، بد جائے، ستون یلہ اور پٹھانی خالص مسلم آبادی والے صوبے ہیں۔ پاکستان خصوصاً خیبر پختونخوا کی بہت بڑی آبادی یہاں مستقل آباد ہے۔ وہی بودو باش، اسی طرح کے گھروہی حجرے، حجروں کے اندر دالان میں چار پائیاں لگتا ہے۔ خیبر پختونخوا میں آگے ہیں۔۔۔ یلہ صوبے میں ایک بہت بڑی مسجد ہے مسجد کاسارا انتظام پٹھان کمیونٹی کے پاس ہے۔۔۔ اکثر کاروبار پاکستانی نژاد تھائیوں کے ہاتھ میں ہے۔“

(تھائی لینڈ کے رنگ ص ۵۶-۵۵)

تھائی کی معیشت، تہذیب، ثقافت کا بھی جامع انداز میں نقشہ کھینچا ہے۔ وہاں موجود مساجد کے ساتھ ساتھ وہاں کے تاریخی مقامات کے بارے میں ضروری اور اہم چیزیں ناظرین کو مہیا کروادی ہیں جیسے وہاں کے اسلامی سنٹر کے متعلق مصنف نے اپنے خیالات کو ان الفاظ میں روشنائی عطا کی ہے۔

”بکاک سٹی کے اندر رام کم پینگ روڈ پر ایک چوڑی گلی میں تھوڑے فاصلے پر اسلامک سنٹر کی عالی شان عمارت ہے یہ عمارت تھائی لینڈ میں مسلم آبادی کے اتحاد کی نشانی ہے۔ یہاں ۵ سے ۶ ہزار آدمی آسانی سے نماز ادا کر سکتے ہیں۔“

(تھائی لینڈ کے رنگ ص ۵۷)

مساجد، اسلامک سنٹر کے بعد مصنف نے وہاں موجود تھائی پٹھان کلب کے متعلق معلومات فراہم کی ہیں۔ اور اس کلب کو مصنف نے تھائی لینڈ کے پٹھانوں کا ”لویہ جگہ“ کہا ہے اور اس کلب کے کئی ممبر تھائی لینڈ کے پارلیمنٹ کے ممبر بھی ہیں۔

جہاں مصنف نے وہاں کے مذہب، ادب اور سیاست کو بیان کیا ہے وہیں تھائی لینڈ کی عیاشی اور رنگین زندگی کی بھی عکاسی کی ہے۔ انکے مطابق یہاں کی راتیں۔

”یہاں کی رنگین راتیں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں عریانی کا اشتہار بنی دو شیرائیں، سیاحوں کو غمزوں، عشوؤں اور اداؤں سے بوم بوم کی دعوت دیتی نظر آتی ہیں۔ دنیا بھر سے جسم فروش حسینائیں یہاں دولت لوٹنے اور عزت لٹانے آتی ہیں۔۔۔ پاتیک کی رنگین زندگی سرشام شروع ہو جاتی ہے اور صبح تک جاری رہتی ہے۔“

(تھائی لینڈ کے رنگ ص ۶۰)

اس سفر نامے کی خاص بات الطاف یوسفزئی کا اسلوب ہے جس میں مشتاق احمد یوسفی کی مزاح نگاری اور مختار مسعود کی سنجیدگی ہے۔ شیرینی اور کڑواہٹ دونوں کا سنگم اس اقتباس میں دیکھئے۔

”اُیر پورٹ ہی پر ہم سب کے منہ میں پولیو کے قطرے ڈالے گئے اور یہ احساس دلایا گیا کہ دنیا کے معاملات پر اس قدر غور و غوص کی ضرورت نہیں ابھی آپ لوگ مہذب دنیا کے لئے اپانچ بچے ہی ہو۔“

(تھائی لینڈ کے رنگ ص ۱۹)

مصنف ایک شاعر بھی ہے اور راقمہ کو انکی نظمیں پڑھنے کے بعد اندازہ ہوا کہ وہ ایک باکمال شاعر اور عروض کے ماہر ہیں اسلئے اپنے سفر نامے میں جہاں اشعار کا استعمال کیا ہے وہیں انکی شہ بھی شاعرانہ طرز لئے ہوئے ہے۔

انھوں نے تھائی لینڈ کے واقعات اور حالات بیان کئے ہیں۔ اور کہیں کہیں پاکستان سے اسکا تقابل بھی کیا ہے سیاسی حالات، تہذیب، رہن سہن، زراعت، عہد پداروں کے نام، تھائی لینڈ کی زبان، بادشاہوں کا حال، سود کاری سب ہی باتوں پر بحث کی ہے۔

ڈاکٹر الطاف یوسفزئی نے اس ملک کے عجائبات، جغرافیائی اور تاریخی نوواردات اور کوچہ بازار کے واقعات جمع کرنے کی ایک عمدہ کوشش کی ہے۔ یہ سفر نامہ دیکھی ہوئی حقیقت کو مخیلہ کی آنکھ سے بازیافت کرتا ہے اور شعور کی رو کی متحرک رو سے گزار کر ایک دلنشین رپورتاژ کی صورت دے دیتا ہے۔

ڈاکٹر الطاف یوسفزئی کی نثر ایک ایسا خوبصورت گلدستہ ہے۔ جس میں مختلف شعراء کے اشعار کی رنگینی، ادباء کے تحریروں کی

چاشنی نظر آتی ہے۔ جو انکی زبان کو آراستی اور حسین بنا دیتی ہے انکے وسیع اور عمیق مطالعے اور ہند و پاک کی تہذیبوں کے حوالے سے معلومات نے انکے سفر نامے کو جامعیت عطا کر دی ہے۔ جہاں

وہ اورنگ زیب سے اشوک تک، مسلم تہذیب سے بدم مت کی تعلیمات تک، بادشاہت سے جمہوریت، مذہب سے سیاست تک، عورت کی عصمت سے عفت تک، بے شرمی سے عریانی تک، حلال سے حرام تک، معیشت سے معاشرے تک، تعلیم سے تجارت تک، تھائی لینڈ کے باٹ سے پاکستانی روپے تک، گلی کوچوں سے شاہراہوں تک، جھونپڑیوں سے محلوں تک، زراعت سے تجارت تک، نارسائی سے پارسائی تک، غالب سے تھائی بادشاہ تک، شاعری سے موسیقی تک، مختار مسعود سے مشتاق احمد یوسفی تک، مساج سینٹرز سے عبادت گاہوں تک، تھائیوں سے پٹھانوں تک غرض ۲۴ دن کے اس ۸۰ صفحات کے سفر نامے میں اپنے جذبات، خیالات، احساسات اور مشاہدات کو الفاظ میں ڈبو کر اس سفر نامے کے کینوس پر اتارا ہے۔

الغرض اس سفر نامے کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ سفر نامہ صرف کسی سفر یا سیاحت کی معمولی داستان یا سرسری بیان یا واقعہ نہیں بلکہ اسکے اندر نجانے کتنے پہلو پوشیدہ ہیں جو قدم قدم پر قاری کے مطالعے اور فکر کے نئے در واکرتے ہیں یہ سفر نامہ بھی ایک تاریخی، تہذیبی، ثقافتی اور سماجی معلومات کا پیش بہا اور نادر خزانہ ہے تو دوسری طرف جغرافیہ، سیاست اور قدرتی مناظر کی دلچسپ اور دلکش تصویر ہے۔۔۔۔۔